

الاستفتاء

غیر مسلموں کو اسلامی شعائر و اصطلاحات کے استعمال کا حق نہیں ہے

شیخ الحدیث مفتی عبید اللہ خان عقیف

پاکستان میں عرصہ ۱۵ سال سے قومی اسمبلی کے فیصلے کے مطابق قادیانی غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں اور سنہ ۱۹۸۳ء میں قادیانی آرڈیننس بھی نافذ ہو چکا ہے لیکن اس کے باوجود مرزائی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور کلمہ شریف کا استعمال کر رہے ہیں اور تمام شعائر اسلامی اور دوسری اسلامی اصطلاحیں مثلاً السلام علیکم۔ بسم اللہ۔ اذان۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ قربانی۔ علیہ السلام۔ رضی اللہ۔ امیر المومنین اور اپنی عبادت کا نام مسجد رکھنا وغیرہ کا کثرت سے استعمال کر رہے ہیں۔ کیا قرآن و سنت اور اسلامی لٹریچر کی روشنی میں کسی غیر مسلم کو ان اسلامی اصطلاحوں کے استعمال کا حق حاصل ہے یا نہیں۔ جواب دے کر مکتور فرمائیں۔

(سائل: اللہ دے مجاہد۔ نیاز بازار، قصور)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على محمد خاتم النبيين والعاقبة للمتقين ولا عدوان الا على الظالمين وبعد

الجواب بحون الوباب ومنه الصدق والصواب

صورت مسئلہ الجواب میں واضح باشد کہ غیر مسلم قادیانی وغیرہ کو اسلامی اصطلاحوں کے استعمال کا شرعاً ہرگز ہرگز حق حاصل نہیں۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ کتاب و سنت۔ اجماع امت اور آئین پاکستان کی خلاف ورزی کے مرتکب اور مستوجب سزا ہیں۔ چنانچہ جب ابو عامر منافق کے کہنے پر مدینہ منورہ کے منافقین نے مسجد ضرار تعمیر کر ڈالی۔ جس کی بنیاد محض ضد، کفر و نفاق، عداوت اسلام اور مخالفت خدا اور رسول پر رکھی گئی تھی۔ جو بظاہر مسجد تھی مگر درحقیقت مسجد کی شکل میں اسلام دشمن کارستانیوں اور سازشوں کا مرکز تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور ان منافقین کے ناپاک عزائم اور اسلام دشمن اغراض پر مطلع کر کے مسجد ضرار کا پول کھول دیا۔

فرمایا

والذين اتخذوا مسجدا ضرارا وكفرا وتفريقا بين المؤمنين وارصادا لمن حارب الله ورسوله من قبل وليحلفن ان اوفنا الا الحسنی واللہ يشهد انہم لکذبون لا تقم فیہا ہللا (سورة التوبہ - ۱۰۷، ۱۰۸)

”اور جنہوں نے مسجد ضرار کو کفر و کفاروں کے درمیان میں تفریق ڈالنے کو اور اس

شخص (ابو عامر نصرانی منافق) کو پناہ دینے کی نیت سے جو خدا اور اس کے رسولؐ سے پہلے کئی دفعہ لڑ چکا ہے (ان ظالموں نے ایک) مسجد بنائی ہے حلف اٹھا جائیں گے کہ ہمیں محض بھلائی کا خیال ہے اور اللہ خود گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ تو اس مسجد میں کبھی بھی کھڑا نہ ہو جیو" (ترجمہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ)

اس آیت شریفہ میں اس مسجد کو مسجد ضرار قرار دینے کے اللہ تعالیٰ نے چار ناپاک مقاصد بیان فرمائے ہیں۔

(۱) ضرار: یعنی قبا کے مخلص مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں کیونکہ مسجد قبا کی وجہ سے انہیں ایک خاص عزت حاصل ہو گئی تھی جیسے فرمایا: **لہد رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین** (التوبہ ۱۰۸)

(۲) دوسرا ناپاک مقصد یہ کہ کفر و نفاق کی اشاعت اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لئے اڈا قائم کرنا۔ اس عمارت کو مسجد ضرار قرار دینے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نیک کاموں کا نیک ہونا مقصد و نیت پر موقوف ہے۔ ورنہ مسجد بنانے جیسا نیک کام بھی کفر کی اشاعت اور اسلام کو نیچا دکھانے کے لئے ہو سکتا ہے۔ جیسے قادیانیوں کا اپنے مراکز کا نام بیت الذکر وغیرہ رکھنا۔

(۳) تیسرا ناپاک مقصد یہ کہ **وتفریقاً بین المؤمنین** مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا جائے۔ کیونکہ قبا کی تمام آبادی ایک ہی مسجد میں نماز پڑھتی تھی۔

(۴) چوتھے یہ کہ اللہ رسولؐ کے باغی اور منافق ابو عامر نصرانی راہب کے لئے پناہ گاہ مہیا کرنا تاکہ وہ یہاں بیٹھ کر مدینہ کے منافقوں کو اسلام اور اہل اسلام کے خلاف پالیسی اور تراکیب سمجھائے وغیرہ وغیرہ۔

اور ان چاروں مقاصد پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے خلاف بغاوت اور عداوت ہے۔ لہذا قادیانیوں کو یہ حق قطعاً حاصل نہیں کہ وہ اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھیں اور نہ ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہ کا نقشہ اور طرز تعمیر ہماری مساجد کے مطابق تیار کریں کہ اس سے ہماری مساجد کی توہین اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا مقصود ہے کیونکہ مسجد میں جملہ شعائر اسلامی میں سے ایک شعار ہے۔ لہذا قادیانیوں کو اس کی اجازت دینا اسلامی شعار کی واضح توہین اور استخفاف ہے جسے برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۲) **قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یبنون دین الحق من الذین اوتوا الكتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون** (التوبہ -

”جو لوگ اللہ پر اور پچھلے دن یعنی دوسری زندگی پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ اللہ اور رسولؐ کی محرمات کو حرام جانتے ہیں اور نہ دین حق کو تسلیم کرتے ہیں یعنی اہل کتاب۔ ان سب سے لڑو۔ جب تک وہ ماتحت ہو کر جزیہ دینا منظور نہ کریں۔ (یعنی جب محکوم رعیت بن جائیں تو ان سے جہاد کرنا ترک کر دو)

اس آیت کریمہ سے روز روشن کی طرح واضح ہو کہ عیسائیوں، یودیوں، مرزائیوں، قادیانیوں، رومیوں اور لاہوریوں اور دوسرے کافروں کو اسلامی ریاست میں اپنے باطل مذہب کی کھلے بندوں پر چار کرنے کی اجازت نہیں تاوقتیکہ وہ اسلام کی برتری تسلیم کر کے اس کی ماتحتی قبول کرتے ہوئے اپنی ماتحتی کا پورا پورا اعتراف کرتے ہوئے اور جزیہ دیتے ہوئے ذی بن کر رہنا قبول نہ کر لیں۔ ان سے جہاد کیا جائے۔ ایسے میں قادیانیوں کو اسلامی طرز تعمیر کے مطابق مسجد بنانے کی اجازت کیوں کر دی جا سکتی ہے اور وہ اپنے عبادت خانہ کو مسجد کا نام کیونکر دے سکتے ہیں۔

حضرت امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب تفسیر القرآن العظیم میں ”حتی يعطوا الجزية عن يدهم صاغرون“ کی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں۔

(وہم صاغرون) ای ذلیلون حقیرون لہذا لا يجوز اعزاز اهل الذمۃ ولا رفعہم علی المسلمین بل ہم اذلاء صغرة اشقاء کما جاء فی صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبدوا اليهود والنصارى بالسلام و اذا القیتہم احدہم فی طریق فاضطروہم الی اضیقہ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۷۷)

کہ وہم صاغرون کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں (غیر مسلم مسیحیوں، یودیوں، قادیانیوں) کو خوب ذلیل و رسوا اور حقیر جانو۔ ان کو معزز جاننا شرعاً جائز نہیں۔ اور نہ ان کو مسلمانوں پر ترجیح دینا جائز ہے کہ کہیں، حقیر اور بد نصیب لوگ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث کے مطابق ان کو سلام کرنے میں پہل کرنی بھی جائز نہیں بلکہ ان کو تنگ راستے سے گزرنے پر مجبور کرنا چاہئے۔

”وہم صاغرون“ ایسا فصیح و بلیغ اور جامع جملہ ہے گویا کوزے میں دریا بند کا مصداق ہے۔ یہ جملہ کیا ہے؟ گویا ذی لوگوں یعنی غیر مسلم رعیت اور اقلیتوں کے لئے ایک ایسی جامع قانونی دستاویز ہے جس میں ان کی عبادت اور پوجا پاٹ کی حدود اور ان کا طریقہ کار، مذہبی آزادی اور اس کی تبلیغ کا دائرہ کار عبادت خانوں کے نام، ان کی تعمیر و تجدید کے احکام، مذہبی تہوار، قربانی، لباس، خوشی اور غمی کے اظہار کی تمام حدود متعین کر دی گئی ہیں۔ اس دستاویز کی پوری پوری تفصیل آج بھی ان معاہدات

میں موجود ہے جو خلفائے راشدین کے مثالی دور میں ان کے عمال اور سپہ سالاروں کے تحت اس دور کی غیر مسلم اقلیتوں، یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں اور کفار سے طے پائے تھے۔ ان معاہدوں کی روشنی میں ہمارے قابل فخر فقہاء و محدثین، مفسرین، ائمہ مجتہدین اور اسلامی قوانین کے غواص علما اسلام نے درج ذیل قوانین مستنبط فرمائے ہیں۔

ذمی رعیت نیا عبادت خانہ تعمیر نہیں کر سکتی

(۱) قاضی ابویوسف تصریح فرماتے ہیں۔

وَمَنْعُوا مِنْ أَنْ يَحْدُثُوا بِنَاءَ بَيْعَةٍ أَوْ كَنِيسَةٍ فِي الْمِلْحَةِ إِلَّا مَا كَانُوا مُوَلَّحُوا عَلَيْهِ
وَصَارُوا ذِمَّةً وَهِيَ بَيْعَةُ لَهُمْ أَوْ كَنِيسَةٍ لِمَا كَانَ كِفَالُكَ تَرْكَتَ لَهُمْ وَلَمْ تَهْلَمْ (كتاب الخراج
لابی یوسف ص ۱۲۷)

کہ ”عیسائیوں کو نیا صومعہ اور گرگرا تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ البتہ جو معاہدہ کے وقت گرگرا موجود ہو گا اس کو گرایا نہ جائے گا۔ وما احدث من بناء بيعته او كنيسه فان ذالك بهلم
(كتاب الخراج لابی یوسف ص ۱۵۹) نیا بیعہ اور کیرہ گرا دیا جائے گا۔

(۲) امام ابو الحسن علی بن محمد الماوروی المتوفی سنہ ۴۵۰ھ رقم فرماتے ہیں۔

ولا يجوز ان يحدثوا في دار الاسلام بيعته ولا كنيسه فان احدثوها هدمت عليهم
(الاحكام السلطانية ص ۱۳۶) کہ اہل ذمہ کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ دارالسلام میں نیا بیعہ یا کیرہ تعمیر
کریں۔ اس کی ان کو شرعاً اجازت نہیں۔ اگر وہ کوئی نیا بیعہ یا کیرہ تعمیر کریں گے تو اس کو گرا دیا
جائے گا۔

(۳) امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف النووی شافعی۔ المتوفی ۶۷۶ھ تصریح فرماتے ہیں۔

وَمَنْعُونَ مِنْ أَحْدَاثِ الْكَنَائِسِ وَالْبُعِّ وَالصَّوَامِعِ فِي بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ لِمَا رَوَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
أَنَّهُ قَالَ إِيْمَا مِصْرَ مِصْرَتَهُ الْعَرَبُ فَلَيْسَ لِلْعَجَمِ أَنْ يَبْنُوا فِيهِ كَنِيسَةً (شرح المنزب جلد ۹ ص ۴۱۲
طبع دار الفکر)

”مسلمانوں کے شہروں میں ذمیوں کو کنائس۔ یعنی اور صومعے بنانے کی اجازت نہیں کیونکہ
ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شہر کوئے سرے سے مسلمان
آباد کریں اس میں غیر مسلم اقلیتوں کو گرگرا وغیرہ بنانے کا حق نہیں“

(۴) قاضی ابو۔ علی حنبلی المتوفی سنہ ۴۵۸ھ رقم فرماتے ہیں۔

ولا يجوز ان يحدثوا في دار الاسلام بيعة، وكنيسة، لان احداثها هدمت عليهم (الاحكام السلطانية ص ۱۳۲) اس کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔
(۵) امام محمد بن قدامہؒ جنہی لکھتے ہیں۔

”جزیرہ کے زمیوں نے حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے جو معاہدہ کیا تھا اس میں یہ شرط بھی تھی کہ آج کے بعد ہم اپنے شہر میں نہ تو کوئی کینہہ تعمیر کریں گے اور نہ دیر اور نہ قلائیہ اور نہ کسی راہب کے لئے نیا صومعہ بنائیں گے۔ اور ان میں سے جو گر جائے گا۔ اس کو دوبارہ تعمیر نہیں کریں گے۔ اور اس طرح جو گرجا وغیرہ مسلم آبادی میں ہو گا اس کو بھی دوبارہ تعمیر نہیں بنائیں گے۔ ہم اپنے گرجاؤں کو مسلمانوں کے لئے رات دن بچلے رکھیں گے اور اسی طرح گزرنے والوں اور مسافروں کے لئے ان کے دروازے وسیع رکھیں گے تاکہ وہ ان میں آرام کر سکیں۔ نہ ہم ان گرجاؤں اور اپنے گھروں میں کسی جاسوس کو ٹھہرائیں گے۔“ (المغنی لابن قدامہ ج ۹ ص ۲۸۲)

(۶) امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عامل حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے جزیرہ کے عیسائیوں نے از خود جو معاہدہ کیا تھا اس میں یہ بھی تھا۔

ان شرطنا لك على انفسنا ان لا نعلث في مدينتنا كنيسة، ولا لهما حولها ديرا ولا قلايته ولا صومعته، راهب ولا نجلد ما خرب من كنايسنا۔
(حقوق اہل الذمہ ج ۲ ص ۶۵۹، ۶۶۰ تحقیق الدكتور صبحی صالح۔ طبع دمشق) ترجمہ اس کا اوپر ابن قدامہ کی عبارت میں آچکا ہے۔

ان ائمہ کرام اور ماہرین قوانین اسلام کی ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کو جب کہ وہ اہل کتاب بھی ہیں۔ کسی مسلم ممالک میں نئے گرجے اور عبادت خانے تعمیر کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اور جو گر جائے اس کی تجدید بھی جائز نہیں جیسا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لما روى كثير بن مرة قال سمعت عمر بن الخطاب يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبني الكنيسة في دار الاسلام ولا يجلد ما خرب منها۔ (شرح المہذب ج ۱۹ ص ۴۳۱)

کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دارالاسلام میں گرجا وغیرہ بنانا جائز نہیں اور اسی طرح اگر پہلے کا بنا ہوا گرجا وغیرہ گر جائے تو اس کی تجدید بھی جائز نہیں۔ جب اہل کتاب عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دارالاسلام میں گرجے اور صومعے تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی حالانکہ وہ اہل کتاب ہیں تو پھر قادیانی مرتدوں اور کافروں کو دارالاسلام اور مسلمان

ملک میں مسجد کے نام سے عبادت خانہ بنانے کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے اور وہ اپنے مذہبی مرکز کو مسجد کے نام سے کیونکر پکار سکتے ہیں؟

مسلمانوں کی طرح عید اور قربانی کی اجازت

(۱) قال العنابله بمنعون..... من اظهار المنكر والعيد والصلب (شرح المذهب ج ۱۹ ص ۳۱۱) کہ ”ذمیوں یعنی عیسائیوں، یہودیوں (اور آج کے قادیانیوں) کو منکر (خلاف اسلام کوئی کام) اور عید منانے اور صلیب پہن کر بازار میں نکلنے سے روک دینا ہوگا۔

(۲) شوافع کا مذہب بھی یہی ہے کہ بمنعون من اظهار الخمر والخنزیر و..... و اظهار الصليب و اظهار اعيادهم ورفع الصوت على موتاهم (شرح المذهب ج ۱۹ ص ۳۱۱) کہ ”غیر مسلم اقلیتوں کو کھلم کھلا شراب پینے، بازار میں خنزیر لے کر نکلنے، صلیب پہن کر بازار میں آنے اور عیدوں کے بر ملا منانے سے اور اپنے مردوں پر ماتم کرنے سے روک دیا جائے، کیونکہ حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ کے معاہدہ میں ان چیزوں پر پابندی لگائی گئی ہے۔ یاد رہے یہ وہ پابندی ہے جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق لگائی گئی تھی۔ جیسا کہ ابن کثیر کی تفسیر ج ۲ ص ۳۴۷ پر اس کی صراحت موجود ہے۔

(۳) امام ابن قیم لکھتے ہیں۔

وان لا نخرج باعوثا قال والباعوث يجتمعون كما يخرج المسلمون يوم الاضحى والفطر (کتاب حقوق اللہ الذمہ ج ۲ ص ۶۱۱) کہ اس معاہدہ میں یہ بھی تھا کہ ہم ذی لوگ باعوث (ان کی عیدوں کا نام) کے لئے کھلے میدان میں نہیں نکلیں گے جیسے مسلمان عید قربان اور عید الفطر پڑھنے کے لئے کھلے میدان میں آتے ہیں“ جس سے شوکت اسلام کا اظہار مقصود ہے۔

(۴) امام نووی لکھتے ہیں۔

ولا نخرج شعانین ولا بعوثا (شرح المذهب ج ۱۹ ص ۳۱۰) کہ ”جزیرہ کے عیسائی ذمیوں نے یہ شرط بھی تسلیم کر لی تھی کہ ہم اپنی دونوں عیدوں شعانین اور بعوث کو نہیں نکالیں گے“

اللہ تعالیٰ، قرآن، دین اسلام اور رسولؐ کی گستاخی نہیں کریں گے

جزیرہ کے نصاریٰ نے اپنے جہد ذمہ میں یہ پابندی بھی قبول کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ، قرآن مجید، دین اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کوئی گستاخی یا توہین آمیز کلمہ اور استخفاف پر

جی کوئی بات نہیں کریں گے ورنہ ہمارے حقوق از خود ختم متصور ہوں گے اور ہم سزا کے مستوجب ہوں گے۔

(۱) امام ابو الحسن الماوردی لکھتے ہیں۔

احدھا ان لا یذکر واکتاب اللہ تعالیٰ بطن فیہ ولا تحریف لہ والثانی ان لا یذکروا رسول اللہ بتکذیب لہ ولا اذدراء والثالث ان لا یذکروا دین الاسلام بظلم لہ ولا قدح فیہ (الاحکام السلطانیہ ص ۱۳۵)

کہ ”وہ چھ شرطیں جن کی پابندی ہر ایک ذی فہم خواہ وہ کوئی بھی غیر مسلم ہو“ پر واجب ہے، ان میں پہلی شرط یہ ہے کہ وہ قرآن مجید پر طعن نہیں کرے گا نہ اس میں تحریف کا دعویٰ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہیں کرے گا اور نہ آپ کے حق میں توہین آمیز بات کرے گا۔ اور تیسری شرط یہ کہ وہ دین اسلام کی مذمت نہیں کرے گا اور نہ اس میں میکھ نکالے گا۔

مرزائی قرآن میں تحریف کا دعویٰ تو نہیں کرتے لیکن اس میں تحریف کا ارتکاب کرتے ہیں کہ وہ خاتم النبیین کی ایسی توجیہ و تاویل کرتے ہیں جو قرآن مجید کی بیسیوں نصوص و آیات اور اسی طرح احادیث رسولؐ اقوال صحابہؓ اور اجماع امت کے سراسر خلاف ہے۔ اس سے بڑی تحریف اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور اسی طرح وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب ہیں کہ آپ کا ایک وصف اور شرف خاتم النبیین ہونا ہے اور قادیانی آپ کے اس وصف کا اپنے عقیدہ اور عمل کے ساتھ انکار کر رہے ہیں۔ اور اس انکار کی نشرو اشاعت میں ان کا مالدار پریس شبانہ روز سرگرم عمل ہے اور اجرائے نبوت کے مزمومہ عقیدہ کے اثبات کے لئے لہزہ چرچا کر پاکستان کے بے علم اور سادہ لوح مسلمانوں کو خصوصاً ”اور دنیا بھر کے نئے مسلمان ہونے والوں کو عموماً“ گمراہ کرنے پر تلا ہوا ہے مگر تعجب ہے۔ پاکستان کی حکومت رواداری اور مداخلت سے کام لے رہی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اسلامی ملک میں غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے باطل مذاہب کی تبلیغ کی اجازت ہے؟

غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے مذاہب باطلہ کی تبلیغ کی اجازت نہیں۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اسلامی ملک میں کسی بھی غیر مسلم ذی رعیت اور اقلیت کو اپنے مذہب اور عقیدہ کی پابندی کرنے کی تو اسلام اجازت دیتا ہے مگر اس کی تبلیغ اور اشاعت کی اجازت ہرگز نہیں دیتا۔

(۱) امام ابو الحسن الماوردی رقم فرماتے ہیں۔

والثالث ان لا يسمعون اصوات نواقيسهم ولا تلاوة كتبهم ولا قولهم في عزير
والسميح والرايع لا يباهروهم بشرب خمورهم ولا باظهار صلبانهم وخنائيرهم والعامس ان
يخفوا دفن موتاهم ولا يباهروا بصلب عليهم ولا نباحته (الاحكام السلطانية ص ۱۳۵)

ذمیوں پر تیسری شرط جس کی پابندی ان پر لازم ہے یہ ہے کہ وہ اپنے ناقوس کی آوازیں
مسلمانوں کو نہیں سنائیں گے اور نہ با آواز بلند اپنی کسی کتاب کی تلاوت کریں گے۔ اور نہ حضرت
عزیر اور حضرت مسیح علیہما السلام کے بارے میں اپنے عقیدہ کا برملا اظہار کریں گے اور چوتھی شرط
لازم یہ ہے کہ وہ اعلانیہ طور پر نہ شراب پیئیں گے اور نہ بازاروں میں صلیب لٹکا کر لکھیں گے اور نہ
بازاروں میں خزیروں کو لے کر آئیں گے۔ اور پانچویں لازمی شرط یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مردوں کو چپکے
سے دفن کریں گے اور ان پر نہ تو آواز کے ساتھ واویلا کریں گے اور نہ نوحہ۔
(۲) امام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی وضاحت فرماتے ہیں۔

”ذمیوں کو بازاروں میں شراب اور خزیر کی خرید و فروخت کا حق نہ ہو گا۔ ناقوس بجانے، توراۃ
اور انجیل کی اعلانیہ تلاوت کرنے اور صلیب پہن کر بازاروں میں چلنے کا حق نہ ہو گا۔ نہ وہ اپنی
عیدیں پڑھنے کے لئے کھلے میدان یا کسی گراؤنڈ میں جاسکیں گے اور نہ وہ اپنے مردوں پر بلند آواز سے
نوحہ کر سکیں گے۔ جیسا کہ حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ
عنہ کے اس معاہدہ کے مندرجات کا حوالہ دیا ہے جو آپ نے شام کے نصاریٰ کے ساتھ کیا تھا۔ ان
میں ان تمام پابندیوں کی تفصیل موجود ہے۔ (شرح المذنب ج ۱۹ ص ۳۱۲)
(۳) حضرت امام ابن کثیر تصریح فرماتے ہیں۔

وان لا يظهر الصلب على كنائسنا وان لا يظهر صلبنا ولا كتبنا في شتى من طرق
المسلمين ولا اسواقهم ولا يضرب نواقيسنا في كنائسنا الاضربا خفيفا وان لا نرفع اصواتنا
بالقراءة في كنائسنا في شتى من حضرة المسلمين ولا نخرج شعائين ولا بعونا ولا نرفع
اصواتنا على موتانا ولا يظهر النيران معهم في شتى من طرق المسلمين ولا اسواقهم ولا
جاورهم بموتانا فان نحن خالفنا في شتى مما شرطناه لكم و وضعنا على انفسنا للا فمته لنا
وقد حل لكم منا ما يحل من اهل المعاندة والشقاق (تفسير ابن کثیر ج ۲ ص ۳۲۸)

”ہم اپنے گرجاؤں کے فلک بوس میناروں پر صلیب بلند نہ کریں گے (۲) ہم اپنی ملیہوں اور
کتابوں کو مسلمانوں کے راستوں اور منزلیوں میں نہیں لائیں گے یعنی ان کے سرعام شال نہیں لگائیں

گے (۳) ہم اپنے گرجوں کے اندر بھی اونچی آواز سے ناقوس نہ بجائیں گے (۴) ہم اپنے گرجوں کے اندر بھی اونچی آواز سے اپنی کتاب کی قراۃ نہ کریں گے (۵) اپنی عیدیں (شعائیں اور بعوث) پڑھنے کے لئے کسی کھلے گراؤنڈ میں نہ لکھیں گے (۶) ہم اپنے مردوں پر بلند آواز سے نہیں روئیں گے اور نہ اپنے مردوں کے ساتھ آگ لے کر چلیں گے (۷) اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان کے قریب دفن نہیں کریں گے۔ اگر ہم ان تمام شرطوں کو جن کو ہم نے از خود اپنے لئے تجویز کیا ہے ان میں سے کسی ایک شرط کی خلاف ورزی کریں گے، تو عہد ذمہ ختم ہو گا اور مسلمانوں کو ہمارے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہو گا جس طرح ان باغی کافروں کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

(۴) امام ابن القیمؒ رقم فرماتے ہیں۔

”ذمیوں نے حسب ذیل شرطیں قبول کرتے ہوئے ان پر دستخط کئے کہ (۱) ہم اپنے گرجاؤں میں با آواز بلند ناقوس نہیں بجائیں گے (۲) ان کے اوپر اونچی کر کے صلیب کھڑی نہیں کریں گے (۳) ہم اپنے گرجاؤں کے اندر بھی بلند آواز کے ساتھ دعاء نہ مانگیں گے (۴) نہ ان کے اندر اونچی آواز کے ساتھ اپنی کتاب پڑھیں گے (۵) مسلمانوں کے بازاروں میں صلیب نہیں نکالیں گے (۶) عید کے لئے کھلے میدان میں نہیں جائیں گے جیسے مسلمان اپنی عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی ادائیگی کے لئے کھلے گراؤنڈ میں جاتے ہیں (۷) کھلے عام شرک نہیں کریں گے (۸) ہم اپنے دین کی کسی کو ترغیب نہیں دیں گے (۹) نہ کسی کو اپنے دین کی دعوت دیں گے۔

ان تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ از روئے اسلام مسلم ممالک کے ذمیوں اور اقلیتوں کو اپنے باطل مذاہب کی تبلیغ و اشاعت کی ہرگز اجازت نہیں۔ نہ تقریر میں اور نہ تحریر میں۔ اور نہ مناظروں کے ذریعہ سے اور نہ مناقشوں کے ساتھ غرضیکہ وہ اپنے مذہب کی کسی طرح اور کسی بھی انداز میں تبلیغ نہیں کر سکتے اگر کوئی مسلمان حکمران کسی وجہ سے اس کی اجازت دیتا ہے تو یہ اجازت کالعدم اور حکمران شرعاً مجرم ہو گا۔ کیونکہ اس میں اسلام کی حقانیت کو ہتھ لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ اور کتاب اللہ قرآن مجید کی تکذیب لازم آتی ہے اور اسلام کی توہین اور سبکی ہوتی ہے۔ قاضی ابو۔حلی محمد بن حسین الفراء حنبلی رقم طراز ہیں۔

کذا الک یلزم ترک ما فیہ غضاظتہ ونقص علی الاسلام وہی ثلاثہ ذکر اللہ وتعالی وکتابہ ودینہ ورسولہ بما لا ینبغی لہذا الاشیاء یلزمہم ترکھا سواء شرط ذالک الامام علیہم اولم بشرط۔

(الاحکام السلطانیہ ص ۱۳۲)

جب یہود و نصاریٰ کو مسلم ملک میں اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت، اپنے لڑچکر کو سرعام بازار میں لانے صلیب لٹکا کر چلنے۔ گرجا کے منارے پر صلیب گاڑنے اور گرجا کے اندر بلند آواز سے دعاء کرنے اور انجیل پڑھنے کی اجازت اور از سر نو گرجا تعمیر کرنے یا گرے ہوئے گرجا کی مرمت کرنے کی اجازت نہیں اور ان کو اپنے تہوار کھلے گراؤنڈ میں منانے کی اجازت نہیں۔ حالانکہ وہ اہل کتاب ہیں یعنی کسی وقت وہ سچے دین و مذہب پر رہ چکے ہیں تو پھر سلطنت خدا داد پاکستان میں قادیانیوں کو جو مرتدین کی اولاد اور شرعاً اور قانوناً خارج از اسلام اور کافر ہیں، کو اپنے عبادت خانے تعمیر کرنے اور ان کو مساجد کے نام سے موسوم کرنے اور بلانے کی اجازت کیونکر ہو سکتی ہے؟ ان کو پاکستان میں ایک کذاب اور مفتزی علی اللہ (غلام احمد قادیانی) کے باطل نظریات اور ہدایات کی کھلے عام نشر و اشاعت اور تبلیغ و دعوت کی اجازت اسلام سے بغاوت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر توہین ہے نہ جانے پاکستان کے مسلمانوں کی غیرت کہاں سوچلی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ذمی لوگوں کو مسلمانوں کے ناموں جیسے نام رکھنے کی اجازت نہیں

ذمی لوگوں کو مسلم ملک میں نہ صرف اپنے دین اور مذہب کی تبلیغ و ترویج کی اجازت نہیں بلکہ ان کو مسلمانوں کے ناموں پر اپنے نام رکھنے حتیٰ کہ مسلمانوں کا سا لباس پہننے کی اجازت نہیں تاکہ اسلامی شخص کبلا نہ جائے جیسا کہ اسلامی دفا تر میں اس کی وضاحت و صراحت موجود ہے۔ امام ابن کثیر تصریح فرماتے ہوئے رقم فرماتے ہیں۔

ولا نعلم اولادنا القرآن ولا نظهر شركاء ولا نلعو اليه احدا ولا نمنع احدا من ذوى قرايتنا اللخول فى الاسلام ان ارادوا.... ولا نتشبه بهم فى شئ من ملباسهم فى قلنسوة ولا عمامته ولا نعلين ولا فرق شعر ولا نتكلم بكلامهم ولا نكتنى بكناهم ولا نركب السروج ولا ننتقلد السيوف ولا نتخذ شيئا من السلاح ولا نعلمه معنا ولا ننقش خواتمنا بالعربيه (تفسير ابن كثير ج ۲ ص ۳۳۷-۳۳۸)

شام کے نصاریٰ نے یہ شرمیں بھی قبول کی تھیں (۱) ہم اپنے بچوں کو قرآن نہیں پڑھائیں گے (۲) ہم اپنے شرکیہ کام کھلم کھلا نہیں کریں گے (۳) اور نہ اپنے شرک کی دعوت دیں گے (۴) ہم اپنے کسی قرابت دار کو اسلام قبول کرنے سے منع نہیں کریں گے (۵) ہم مسلمانوں جیسا لباس بھی نہیں پہنیں گے، نہ مسلمانوں کی ٹوپی جیسی ٹوپی، نہ عمامہ جیسا عمامہ اور نہ جوتے جیسا جوتا پہنیں گے

(۶) نہ ہم سر کے بالوں کی سیدھی مانگ نکالیں گے (۷) نہ ان کی زبان بولیں گے (۸) نہ ان کی کیتوں جیسی کیت رکھیں گے (۹) اور نہ اپنی سواریوں پر زین سجائیں گے (۱۰) اور نہ تلوار لٹکائیں گے (یاد رہے تلوار اس زمانہ میں مسلمانوں کا علامتی ہتھیار اور شعار (شناختی نشان) سمجھا جاتا تھا) (۱۱) اور نہ ہم اپنے گھروں میں اسلحہ رکھیں گے (۱۲) اور نہ کسی قسم کا اسلحہ اٹھا کر چلیں گے (۱۳) اور نہ اپنی انگوٹھیوں پر عربی زبان میں کچھ نقش کریں گے اور آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ہم ان جملہ شرائط میں سے کسی ایک شرط کی خلاف ورزی کریں گے تو مستوجب سزا ہوں گے۔ امام ماوردیؒ یہ بھی لکھتے ہیں۔

والخامس ان لا یفتنوا مسلما عن دینہ (الاحکام السلطانیہ ص ۱۳۵)

پانچویں شرط لازمی یہ بھی ہے کہ ذمی لوگ اور کوئی اقلیت کسی مسلمان کو اس کے دین کے معاملہ میں کسی آزمائش اور فتنہ میں مبتلا کرنے کی ہرگز مجاز نہ ہوگی۔ نہ دھونس کی صورت میں نہ مال کی تحریص کے ساتھ۔ نہ رشتہ کی ترغیب کے ساتھ اور نہ کسی قسم کے لالچ کے ساتھ۔ اگر وہ ایسا کرے گی تو قانون حرکت میں آکر اس کو کیفر کردار تک پہنچا کر رہے گا۔

خلا مت المرام یہ کہ کسی غیر مسلم عیسائی، یہودی، مجوسی، صابی، ہندو، سکھ، پارسی، بہائی، بابی، قادیانی، لاہوری اور رومی مرزائیوں کو شعائر اسلامی یعنی کلمہ توحید، رسول، قبلہ، صلوٰۃ، درود، مسجد، قربانی، عید وغیرہ مقدس اصطلاحوں کو استعمال کرنے کی از روئے شرع اسلام قطعاً اجازت نہیں اور نہ ان مذکورہ باطل گروہوں اور خارج از اسلام فرقوں کو اپنے باطل عقائد و افکار اور اعمال اور رسومات کا بر ملا پرچار کرنے کی اجازت ہے اور نہ ان کو اپنے ان باطل اور خلاف اسلام عقائد و افکار اور اعمال و رسومات کی نشر و ترویج اور دعوت اور تبلیغ کی اجازت ہے اور مسلمان حکمران اور مسلم اکثریت پر شرعاً واجب ہے کہ وہ اپنے ملک میں بسنے والی غیر مسلم اقلیتوں کو ان شرائط کا پابند بنائے کہ یہ مسلمانوں کا شرعی فریضہ ہے۔ تفصیل آپ کے سامنے ہے۔ ہذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔